مختصر الاصول
یعنی
اُصولِ حدیث
فسیکفیکهم الله وهو السمیع العلیم
مؤلفہ
صدر الافاضل فخر الاماثل حکیم سید محمد نعیم الدین مُرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ
انوار الاسلام، چشتیاں شریف

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَللّٰهُمَّ افْتَحْ عَلَيْنَا حِكْمَتَكَ وَ انْشُرْ عَلَيْنَا رَحْمَتَكَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَ الْاِكْرَامِ

سلسلہ اشاعت	4
نام کتاب	مختصر الاصول
موضوع	اُصولِ حدیث
مصنف	صدرُ الافاضل فخر الاماثل مولانا حکیم سید محمد نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ
حسبِ ارتضا و تصحیح	محمد رضاء الحسن قادری، مؤسس و مدیر دارالاسلام، لاہور
ناشر	قاری محمد عبداللہ حنفی عرفانی، منصرم انوار الاسلام، چشتیاں شریف، بہاول نگر
	irfani_abdullah@yahoo.com 0303-4357576
کمپوزنگ	دارالاسلام مرکز التنضید، لاہور
طبع	رجب 1433ھ/مئی 2012ء
ضخامت	16 صفحات
تعداد	1200
قیمت	NET 10 روپے

اِخبار: اِدارہ کو اس رسالہ کا قدیم نسخہ مطبوعہ شمس المطابع، مرادآباد محترم جناب محمد ابرار عطاری صاحب مدظلہ (لاہور، پاکستان) کی وساطت سے دست یاب ہوا۔ دوسرا نسخہ مطبوعہ مکتبہ نعیمیہ، دہلی مولانا مفتی محمد ذوالفقار خاں نعیمی ککرالوی دام فضلہ (دارالعلوم فیضِ نعیم، ہیچلی سانہ، مرادآباد، انڈیا) نے فراہم کیا۔

تقسیم کار

دارالاسلام C-8 محی الدین بلڈنگ پہلی منزل، داتا دربار مارکیٹ، لاہور 0321-9425765

والضحیٰ پبلی کیشنز داتا دربار مارکیٹ، لاہور 0321-9425765

مکتبۃ القرآن، النسار روڈ، چشتیاں 0300-7548819

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى

بمنہٖ وکرمہٖ تعالیٰ اس زمانۂ فیض و برکت میں کتابِ لاجواب

مسمّٰی بہ

مختصر الاصول

یعنی

اُصولِ حدیث

از جملہ افاضات عالم نبیل فاضل جلیل حامی سنت ماحی بدعت مروّج شرعِ متین

جناب مولانا حافظ محمد نعیم الدین صاحب مرادآبادی

قدس اللہ سرہ العزیز وجعل قرارہ فی جنۃ النعیم

انوار الاسلام، چشتیاں شریف

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِيَّاكَ نَحْمَدُ يَا مَنْ هُوَ وَلِيُّ الْحَمْدِ وَ الثَّنَاءِ
وَ لَكَ نَشْكُرُ يَا مَنْ هُوَ مُفِيْضُ النِّعْمَةِ وَ الْعَطَاءِ
وَ نُصَلِّيْ وَ نُسَلِّمُ عَلٰى نَبِيِّكَ حَبِيْبِكَ مُحَمَّدٍ صَاحِبِ اللِّوَاءِ يَوْمَ الْجَزَاءِ وَ عَلٰى اٰلِهٖ وَ اَصْحَابِهِ الرُّحَمَاءِ عَلَى الضُّعَفَاءِ۔

اَمَّا بَعْدُ۔ فقیر راجی رحمۃ ارحم الراحمین محمد نعیم الدین بن مولانا مولوی محمد معین الدین صاحب مدظلہ مراد آبادی عرض کرتا ہے کہ بعض احبا کے اصرار اور عزیز طلبہ کے التماس سے مصطلحاتِ حدیث کو علیٰ سبیل الاختصار اردو زبان میں لکھنے کا اتفاق ہوا۔ چوں کہ سردست تطویل مطلوب نہ تھی لہٰذا اُس سے اعراض کیا۔ اَسْأَلُ اللّٰهَ التَّوْفِيْقَ وَ اَنْ يَّنْفَعَنِيْ بِهٖ فِي الْحَيٰوةِ وَ بَعْدَ الْمَمَاتِ وَ هُوَ حَسْبِيْ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ۔

اُصولِ حدیث

اُن اُصول کے علم کو کہتے ہیں کہ جن سے حدیث کے احوال معلوم ہوں کہ وہ مقبول ہے یا مردود اور مقبول ومردود کی معرفت اس کی غایت اور حدیث اس علم کا موضوع ہے۔

حدیث

قول اور فعل اور تقریر رسول اللہ ﷺ کو کہتے ہیں اور بعضے تقریر صحابہ اور تابعین رضی اللہ عنہم کو بھی کہتے ہیں۔

تقریر

وہ ہے کہ کسی نے رسولِ اکرم ﷺ کے سامنے کوئی کام کیا یا کوئی بات کہی اور آپ ﷺ نے باوجود مطلع اور خبردار ہونے کے انکار نہ کیا اور سکوت اختیار فرمایا اور اُس کو مقرر رکھا۔

مرفوع

وہ حدیث ہے جو حضرت رسول اکرم ﷺ تک پہنچے مثلاً کہا جائے کہ آں حضرت ﷺ نے کہا یا کیا یا تقریر فرمائی یا فلاں سے مرفوعاً مروی ہے یا اس حدیث کو فلاں شخص نے مرفوع کیا۔

موقوف

وہ حدیث ہے جو صحابہ رضی اللہ عنہم تک پہنچے مثلاً کہا جائے کہ کہا ابن عباس نے یا کیا اُس نے یا تقریر کی اُس نے یا اُن سے موقوفاً مروی ہے یا روایت اُن پر موقوف ہے۔

مقطوع

وہ ہے جو تابعین تک پہنچے۔

اثر

موقوف اور مقطوع کو کہتے ہیں اور بعضے حدیث مرفوع کو بھی کہتے ہیں جیسا کہ ادعیۂ ماثورہ اور دعاے ماثورہ کہا جاتا ہے۔

خبر

خبر اور حدیث ایک ہی ہیں۔ بعضوں کے نزدیک حدیث حضرت رسالت پناہ ﷺ اور صحابہ اور تابعین رضی اللہ عنہم کے ساتھ مخصوص ہے اور خبر بادشاہوں کے قصوں اور ایامِ ماضیہ کے حالات میں استعمال کرتے ہیں۔

رفع

رفع کی دو حالتیں ہیں: کبھی صریح ہوتا ہے اور کبھی حکمِ صریح میں صریح جیسے کیا یا کہا یا تقریر کی رسول اللہ ﷺ نے یا آں حضرت ﷺ سے مرفوعاً مروی ہے یا فلاں صحابی نے روایت کو مرفوع کیا۔ اور جو رفع حکمِ صریح میں ہو وہ ہے کہ صحابہ یا تابعین سے کوئی بات یا کوئی ایسا کام نقل کریں جو اجتہاد اور عقل اور فکر اور قیاس سے نہ کیا جا سکے اور بجز سماع اور نقل کے نہ ہو سکے مثلاً احوالِ آخرت یا زمانہ ماضی اور آئندہ کی خبر دیں اور اگر یہ کہیں کہ ہم رسول اکرم ﷺ کے زمانہ میں ایسا کرتے تھے یا ایسا سنت ہے یہ بھی حکم مرفوع میں ہے۔

سند و اسناد

رجالِ حدیث کو کہتے ہیں کہ جنھوں نے روایت کی ہے اور کبھی اسناد رجال کے بیان کرنے اور ظاہر کرنے کو بھی کہتے ہیں۔

متن حدیث

اسناد کے سوا جو کلام ہوتا ہے وہ متن حدیث کہلاتا ہے۔

متصل

اگر رواۃ حدیث میں سے کوئی راوی درمیان میں سے نہ چھوٹے تو اُس حدیث کو متصل اور عدم سقوطِ راوی کو اتصال کہتے ہیں۔

مُنقَطِع

اگر ایک یا زیادہ راوی چھوٹ جائیں تو منقطع ہے اور چھوٹ جانا انقطاع بہ شرطے کہ دو راوی ایک جگہ سے پیہم نہ چھوٹے ہوں بلکہ دو یا تین جگہ سے۔

معلق

وہ ہے کہ ابتدائے سند میں ایک یا زیادہ راوی چھوٹ گئے ہوں اور اس چھوٹنے کو تعلیق (۱) کہتے ہیں۔ کبھی تمام سند چھوڑ کر قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ کہ دیتے ہیں جیسی کہ مصنفین کی عادت ہے۔

مُرْسَل

وہ ہے جس میں آخر سند سے بعد تابعین کے سقوط ہوگیا ہو مثلاً تابعی کہے: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ۔

بعضے محدثین کے نزدیک مرسل اور منقطع کے ایک معنی ہیں۔ مرسل کا حکم توقف ہے۔ جمہور علما کے نزدیک اس لیے کہ نہ معلوم کہ ساقط ثقہ ہے یا نہیں اس لیے کہ روایتیں تابعی کی تابعین سے بہت ہیں اور تابعین میں ثقہ اور غیر ثقہ سب ہوتے ہیں۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور مالک رحمہ اللہ کے نزدیک حدیث مرسل مطلقاً مقبول ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ارسال کمال وثوق اور اعتماد کی وجہ سے ہے اس لیے کہ کلام ثقہ میں ہے، اگر تابعی کے نزدیک ساقط ثقہ نہ ہوتا تو وہ ارسال کر کے قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ نہ کہتا۔ امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک اگر حدیث دوسری وجہ سے قوت پائے، مقبول ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ کے دو قول ہیں: ایک میں مقبول، ایک میں توقف۔

۱- چناں چہ صحیح بخاری میں بہت سی تعلیقات ہیں اور وہ سب صحیح اور حکم اتصال کا رکھتی ہیں۔ ۱۲

مُعضَل

وہ ہے کہ جس میں اثنائے اسناد میں دو راوی پیہم ساقط ہو گئے ہوں۔

مُدَلَّس

یہ منقطع کی ایک قسم ہے۔ اس کے فعل کو تدلیس اور اس کے فاعل کو مُدَلِّس کہتے ہیں اور تدلیس یہ ہے کہ راوی اپنے شیخ کا نام نہ لے اور اُس سے اوپر کے شیخ سے روایت کرے اور لفظ ایسے لائے جن سے سماع کا وہم ہوتا ہو۔ مثلاً کہے: عَنْ فُلَانٍ اور قَالَ فُلَانٌ اور تدلیس مذموم ہے، مگر جب کہ ثابت ہو جائے کہ وہ تدلیس ثقہ سے کرتا ہے اور اس میں اس کو کوئی غرضِ فاسد نہیں ہے مثل اِخفائے سماع کے اپنے شیخ سے بہ وجہ صغرسنی اور عدم جاہ و شہرت اور حال کے چھپانے کے کہ جو سبب طعن کا ہو اور اکابر حدیث بھی بہ وجہ وثوق صحت حدیث کے تدلیس کرتے تھے نہ بہ وجہ اغراض فاسدہ کے۔

مُضْطَرِب

وہ حدیث ہے جس کی اسناد یا متن میں راوی حدیث سے کوئی اختلاف واقع ہو جائے تقدیم یا تاخیر یا زیادتی یا کمی یا ایک راوی کو دوسرے راوی کی جگہ بدلنا یا ایک متن کو دوسرے کی جگہ یا اسی کی مثل اور کوئی اختلاف ہو۔

مُدْرَج

وہ حدیث ہے جس میں راوی کسی غرض یا مصلحت سے اپنا کلام درمیان حدیث کے لے آئے۔

روایت بالمعنیٰ

وہ ہے کہ راوی اپنے الفاظ سے حدیث کے معنی بیان کرے اور یہ جب جائز ہے کہ جب راوی عربیت جانتا ہو اور اسالیب کلام اور خواص عبارات اور مفہومات خطابات سے واقف ہوتا کہ خطا نہ کرے اور کمی اور زیادتی نہ ہو جائے۔

عَنْعَنَه

عَنْ فُلَانٍ، عَنْ فُلَانٍ کہ کر روایت کرنا۔

مُعَنْعَن

اس حدیث کو کہتے ہیں جو بہ طریق عنعنہ کے روایت کی گئی ہو اور چوں کہ عنعنہ میں تدلیس کا خوف ہوتا ہے اسی وجہ سے معتبر نہیں۔

مُسْنَد

وہ حدیث مرفوع ہے جس کی سند متصل ہو اور بعضے مطلقاً مرفوع کو اور بعضے مطلقاً متصل کو مسند کہتے ہیں۔

شاذ

وہ حدیث ہے جو ثقات کی روایت کے مخالف ہو۔ پس راوی ثقہ نہ ہونے کی حالت میں حدیث مقبول نہیں اور ثقہ ہونے کی حالت میں حفظ اور ضبط اور عدد کی زیادتی یا اور کوئی ترجیح کی وجہ جس میں پائی جائے اُس کو راجح اور محفوظ اور مرجوح کو شاذ کہتے ہیں۔

مُنکَر

وہ حدیث ہے جس کا راوی فسق اور فرطِ غفلت اور کثرت غلط کے ساتھ مطعون ہو۔

مُعَلَّل

اُس اسناد کو کہتے ہیں کہ جس میں ایسے اسباب اور علتیں ہوں جو اُس کی صحت کے لیے قادح ہوں مثل ارسال کے موصول میں اور وقف کے مرفوع میں اور اس کو ماہرین حذاق دریافت کر سکتے ہیں۔

مُتابِع

وہ ہے جس کو راوی دوسری حدیث کے موافق روایت کرے چناں چہ محدثین تَابَعَهٗ فُلَانٌ اور لَهٗ مُتَابِعَاتٌ کہتے ہیں اور متابعت سے تقویت اور تائید ہوتی ہے اور متابع کے لیے رتبہ میں اصل کا مساوی ہونا لازم نہیں۔

۱- متابع اگر لفظ و معنی میں اصل کے موافق ہو تو اس پر مِثْلُهٗ کا اطلاق کرتے ہیں اور اگر فقط معنی میں موافق ہو تو نَحْوَهٗ بولتے ہیں اور متابعت میں شرط ہے کہ دونوں ایک صحابی سے مروی ہوں۔ ۱۲

شاہد

وہ ہے جس کو راوی دوسری حدیث کے موافق روایت کرے اور وہ دونوں دو صحابیوں سے مروی ہوں چناں چہ کہتے ہیں: لَهٗ شَوَاهِدُ اور يَشْهَدُ بِهٖ حَدِيْثُ فُلَانٍ۔

اِعتبار

متابع اور شاہد کی معرفت کے لیے طرق و اسانید کا تتبع کرنا۔

حدیث تین قسم ہے

(۱) صحیح[1] (۲) حسن (۳) ضعیف

صحیح لذاتہٖ

وہ ہے کہ جو انتہا تک عدل تام الضبط کی نقل سے متصل السند ثابت ہو اور اس میں کوئی قصور اور نقصان نہ ہو۔

صحیح لغیرہٖ

وہ ہے جس کی صفات مذکورہ میں کسی قسم کا نقصان ہو اور کثرت طرق سے اُس کا جبر نقصان ہو گیا ہو۔

حسن لذاتہٖ

وہ ہے جس میں جبر نقصان نہ ہو اور نقصان فقط ضبط میں ہو اور باقی صفتیں اپنے حال پر ہوں۔

حسن لغیرہٖ

وہ ضعیف حدیث ہے جس میں تعدد طرق سے اس کے ضعف کا جبر نقصان ہو گیا ہو اور اس میں تمام صفتوں میں نقصان راہ پاتا ہے۔

عدالت

وہ قوت ہے جو ملازمت تقویٰ اور مروت کا باعث ہو اور یہاں تقویٰ سے اجتناب اعمالِ

۱- صحیح اعلیٰ مرتبہ، حسن متوسط، ضعیف ادنیٰ مرتبہ ہے۔ ۱۲

سیئہ شرک وفسق وبدعت سے مراد ہے اور اجتناب صغیرہ سے شرط نہیں، مگر صغیرہ پر اصرار اور دوام بھی کبیرہ کے ہی قبیل میں سے ہے۔ اور مروت سے یہ مراد ہے کہ بعض خسائس اور نقائص سے کہ جو مقتضائے ہمت نہیں، پرہیز کرے جیسے کہ بعض مباحات دنیہ مثل بازار میں کھاتے اور شارع عام میں پیشاب کرنے کے اور مثل اسی کی۔

(تنبیہ:) عدل

عدل روایت عدلِ شہادت سے عام تر ہے اس لیے کہ عدل شہادت حر کے ساتھ مخصوص ہے اور عدل روایت غلام اور آزاد سب کو شامل ہے۔

ضبط سے حفظ مراد ہے کہ مسموع اور مروی کی تثبیت کریں اور مختل اور فوت نہ ہونے دیں یہاں تک کہ اس کے حاضر کرنے پر قادر ہو اور ضبط دو قسم ہے: ضبط صدر اور ضبط کتاب۔ ضبط صدر یاد رکھنا اور ضبط کتاب یہ ہے کہ کتاب کو ادا کے وقت تک اپنے پاس محفوظ اور مصئون رکھیں۔

وجوہِ طعن جو عدالت کے متعلق ہیں

پانچ قسم ہیں:

(۱) کذب راوی (۲) اتہام راوی بہ کذب (۳) فسق

(۴) جہالت (۵) بدعت

کذب راوی

کذب راوی سے یہ مراد ہے کہ اُس کا کذب حدیث نبوی ﷺ میں ثابت ہو گیا ہو اور اگر کسی سے تمام عمر میں ایک مرتبہ بھی حدیث میں قصداً کذب ثابت ہو جائے باوجود توبہ کرنے کے بھی کبھی اس سے حدیث مقبول نہیں بہ خلاف شاہد زور کے۔

حدیث موضوع

وہ ہے جس کا راوی کذب کے ساتھ مطعون ہو نہ یہ کہ اس سے خاص کر اسی حدیث میں کذب ثابت ہوا ہو۔ اور وضع اور افترا کا حکم کرنا بہ اعتبار ظن غالب کے ہے نہ یقینی اس لیے کہ جھوٹے بھی سچ بھی کہتے ہیں۔

اِتِّہام راوی بہ کذب

یہ ہے کہ راوی باتیں کہنے میں جھوٹا مشہور ہو گیا ہو اگرچہ اس جھوٹ کا وقوع حدیث نبوی ﷺ میں نہ ثابت ہوا ہو۔ اور ایسا شخص اگر توبہ کرے اور اُس کی توبہ صحیح ہو اور صدق وصلاح کی علامتیں اُس کے حال سے ظاہر ہوں تو اس سے حدیث سن سکتے ہیں اور اگر بہ طریق ندرت احیاناً حدیث کے سوا کسی اور کلام میں جھوٹ پایا جائے تو اس کی حدیث کو متروک یا موضوع نہیں کہہ سکتے ہیں۔

حدیث متروک

وہ ہے جس کا راوی مُتَّھَم بہ کذب ہو یا روایت شرع کے قواعد معلومہ ضروریہ کے خلاف ہو چناں چہ حَدِیْثٌ مَتْرُوْكٌ اور هُوَ مَتْرُوْكُ الْحَدِيْثِ کہہ دیتے ہیں۔

فِسق

فسق[1] سے یہ مراد ہے کہ عمل میں ہو نہ اعتقاد میں۔ اس لیے کہ اُس کو بدعت میں داخل کرتے ہیں اور اکثر بدعت کا استعمال اعتقاد میں ہے۔

جہالت

راوی کے نام کی جہالت بھی حدیث میں طعن کا سبب ہے اس لیے کہ جب اُس کا نام نہ معلوم ہوگا اُس کا حال بھی نہ معلوم ہوگا اور یہ بھی نہ معلوم ہوگا کہ وہ ثقہ ہے یا نہیں۔ مثلاً اَخْبَرَنِیْ رَجُلٌ اور اَخْبَرَنِیْ شَیْخٌ کہیں۔

حدیث مُبْہَم

وہ ہے جس کا راوی مجہول ہو اور یہ مقبول نہیں ہے، مگر جب کہ وہ صحابی ہو کہ وہ سب عدل ہیں۔ اور اگر کہے کہ اَخْبَرَنِیْ عَدْلٌ یا اَخْبَرَنِیْ ثِقَةٌ تو اس میں اختلاف ہے۔ اور صحیح یہ ہے کہ مقبول نہیں ہے۔ اس لیے کہ یہ ممکن ہے کہ اُس نے اپنے اعتقاد سے ثقہ خیال کیا ہو اور نفس الامر میں ثقہ نہ ہو۔ پس اُس کا نام کہے تا کہ سب جانیں کہ ثقہ ہے اور اگر امام حاذق کہے، مقبول ہے۔

۱- کذب بھی اگرچہ فسق میں داخل ہے۔ لیکن اس میں تباین حکم اور شدت طعن ہونے کی وجہ سے اس کو جدا شمار کیا ہے۔ ۱۲

بدعت

بدعت سے ایسی چیز کا اعتقاد کرنا مراد ہے کہ جو کسی شبہہ اور تاویل سے اُس کے برخلاف اِحداث کی گئی ہو جو سرورِ اکرم ﷺ سے معروف اور معلوم ہے اور مبتدع کی حدیث مردود ہے اور بعضوں کے نزدیک اگر حفظ لہجہ اور صیانت زبان کے ساتھ متصف ہو، مقبول ہے۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ جو ضروریاتِ دین میں سے کسی امر متواتر کا منکر ہو، مردود ہے اور جو ایسا نہ ہو اگر چہ مخالفوں نے اُس کی تکفیر کی ہو تو ضبط اور ورع اور تقویٰ اور احتیاط کے انضمام سے مقبول[1] ہے۔

وجوہ طعن جو ضبط کے متعلق ہیں

پانچ ہیں:

(۱) فرطِ غفلت (۱) کثرت غلط (۱) مخالفت ثقات

(۱) وہم (۱) سوءِ حفظ

فرطِ غفلت وکثرتِ غلط

یہ دونوں ایک دوسرے کے قریب قریب ہیں اور فرق یہ ہے کہ غفلت حدیث کے سننے اور تحمل کرنے میں مراد ہے اور کثرت غلط اُس کے سنانے اور ادا کرنے میں۔

مخالفت ثقات

یہ ہے کہ اسناد یا متن میں ثقات کا خلاف ہو اور یہ چند طرح ہوتا ہے اور مخالفت ثقات اگر چہ

۱- اور مختار یہ ہے کہ اگر اپنی بدعت کی طرف داعی ہو اور اس کی ترویج کرے تو قبول نہ کریں ورنہ قبول کریں لیکن جب کہ ایسی روایت کرے جو اس کی بدعت کو قوت دے تو اس تقدیر پر مردود ہے اور اہل بدعت واہوا اور ارباب مذاہب زائغہ سے حدیث لینے میں علمائے حدیث مختلف ہیں۔ اور "جامع الاصول" میں کہا ہے کہ ائمہ حدیث میں سے ایک جماعت نے فرقہ خوارج اور ایسے لوگوں سے جو قدر اور تشیع اور رفض کے ساتھ منسوب ہیں اور دوسرے اصحاب بدعت واہواء سے حدیث لی ہے اور دوسری جماعت نے ان لوگوں سے حدیث لینے میں احتیاط کی ہے اور ہر ایک کی ایک نیت ہے اور بے شک صدق وصواب کی تحری کر کے ان فرقوں سے حدیث لی ہوگی اور باوجود اس کے بھی احتیاط نہ لینے میں ہے اس لیے کہ ثابت ہو گیا ہے کہ ان لوگوں نے اپنے مذہب کی ترویج کے لیے حدیثیں وضع کی ہیں اور توبہ اور رجوع کے بعد اس کا اقرار بھی کیا ہے۔ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ

حدیث کے شاذ ہونے کا موجب ہے مگر وجوہ طعن متعلق بہ ضبط میں اس وجہ سے معتبر ہے کہ ضبط اور حفظ نہ ہونا اور تغییر اور تبدیل سے محفوظ نہ رہنا مخالفت ثقات کا باعث ہوگا۔

وہم

یہ ہے کہ راوی وہم ونسیان کی وجہ سے خطا کر کے روایت اپنے توہم پر کرے۔

مُعلَّل

وہ ہے جس میں راوی کے توہم پر قرائن دالہ سے اطلاع ہو جائے اور یہ علوم حدیث میں سے بہت سخت اور دشوار ہے اور اس کو وہی دریافت کر سکتا ہے جو مراتب رواۃ اور احوالِ اسانید اور متون میں متقدمین کی طرح فہم ثاقب اور حفظ واسع اور معرفت تام رکھتا ہو۔[1]

سُوءِ حفظ

سے یہ مراد ہے کہ خطا اور نسیان غالب ہو صواب اور ایقان سے۔ اگر سوءِ حفظ کسی کو تمام عمر لازم رہی ہے اس کی حدیث معتبر نہ ہوگی۔ اور بعضے محدثین میں سے اس کو شاذ کہتے ہیں۔

مختَلَط

وہ حدیث[2] ہے جس کے راوی کو بڑھاپے کی وجہ سے سوءِ حفظ عارض ہو یا وہ نابینا ہو جائے یا کتابیں جاتی رہیں۔

حدیث غریب وفرد

اگر حدیث صحیح کو ایک راوی روایت کرے تو وہ غریب اور فرد ہے حتّٰی کہ اگر تمام اسناد میں دو دو راوی ہوں مگر ایک جگہ ایک رہ جائے تو بھی غریب ہے، مگر اس کو فرد نسبی کہتے ہیں[3] اور اگر ہر جگہ میں ایک ہو تو اس کو فرد مطلق کہتے ہیں۔

۱- کہتے ہیں کہ دارقطنی کے بعد اس کی مثل اس کام میں نہیں پایا گیا۔ ۱۲

۲- اور اگر اختلاط سے پہلے کی حدیثیں اس کے بعد کی حدیثوں سے متمیز اور جدا ہوں تو قبول کی جائیں گی ورنہ توقف کیا جائے گا اور اگر ایسی حدیثوں کے توابع اور شواہد پیدا ہوں تو یہ مرتبہ توقف سے ترقی کر کے مرتبہ قبول اور رجحان تک پہنچیں گے اور احادیث مستور اور مدلس اور مرسل کا بھی یہی حکم ہے۔ ۱۲

۳- یہاں سے معلوم ہوا کہ غرابت صحت کی منافی نہیں اور حدیث غریب صحیح ہو سکتی ہے اگر ہر جگہ اس کے راوی ثقہ ہوں۔ ۱۲

عزیز

وہ صحیح حدیث ہے کہ جس کو دو راوی روایت کریں اور تمام اسناد میں کہیں دو سے کم نہ ہوں۔

مشہور

وہ صحیح حدیث ہے، جس کو دو سے زیادہ راوی روایت کریں اور اسی کو مستفیض بھی کہتے ہیں۔

مُتَوَاتِر

وہ حدیث ہے جس کے راویوں کی کثرت اس درجہ کو پہنچ گئی ہو کہ عادت ان کے جھوٹ پر متفق ہونے کو محال جانے۔

حدیث ضعیف

وہ ہے جس میں وہ شرطیں نہ پائی جائیں کہ جو صحت اور حسن میں معتبر ہیں خواہ ایک شرط مفقود ہو یا زیادہ [۱] اور اس کا راوی شذوذ یا نکارت یا علت کے ساتھ موسوم ہو اور اس اعتبار پر اقسام حدیث کے افراداً اور ترکیباً متکثر ہو جاتے ہیں۔

تنبیہ

ترمذی کی عادت ہے کہ وہ اپنی "جامع" میں کہہ دیتا ہے: حدیث حسن صحیح اور حدیث غریب حسن اور حدیث حسن غریب صحیح۔ حسن وصحت کے اجتماع میں تو کوئی اشکال ہی نہیں کہ حسن لذاتہ اور صحیح لغیرہ اور ایسی ہی غرابت اور صحت کا اجتماع ہو سکتا ہے جیسا کہ مذکور ہو چکا لیکن غریب اور حسن

۲- اوران صفات کے درجات کے تفاوت سے باوجود اصل صحت اور حسن میں مشترک ہونے کے بھی صحیح لذاتہ اور لغیرہ اور حسن لذاتہ اور لغیرہ کے مراتب متفاوت ہوتے ہیں اور اس قوم نے صحت کے مراتب کو ضبط کیا ہے اور ان کو معین کر دیا ہے اور ان کی مثالیں اسانید سے ذکر کی ہیں اور کہا ہے کہ اسم عدالت وضبط اس کے کل رجال کو شامل ہے، لیکن بعض کو بعض پر فوق ہے، لیکن علی الاطلاق کسی خاص سند پر اصح الاسانید کا اطلاق کرنے میں اختلاف ہے۔ بعض نے کہا کہ اصح الاسانید زین العابدین عن ابیہ عن جدہ ہے اور بعضوں کے نزدیک مالك عن نافع عن ابن عمر۔ اور بعضوں کے نزدیک زھری عن سالم عن ابن عمر اور حق یہ ہے کہ کسی مخصوص سند پر علی الاطلاق اصحیت کا حکم نہیں کر سکتے، مگر صحت میں مراتب علیا ہیں اور چند اسناد یں ان میں داخل ہیں اور اگر کسی قید کے ساتھ مقید کریں تو درست ہے مثلاً کہہ دیں کہ اصح اسانید فلاں شہر میں یا فلاں باب میں یا فلاں مسئلہ میں۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ

کے اجتماع میں یہ اشکال ہے کہ ترمذی نے حسن میں تعدد طرق کا اعتبار کیا ہے اور یہ غرابت کے منافی ہے۔

اِس کا جواب [۱] یہ ہے کہ ترمذی کے نزدیک تعدد طرق کا اعتبار علی الاطلاق نہیں بلکہ اس کی ایک قسم میں ہے اور جہاں حسن کو غریب کے ساتھ جمع کیا ہے، دوسری قسم مراد ہے۔

❁ ❁ ❁

احکام میں خبر صحیح لذاتہ سے حجت پکڑنا مجمع علیہ ہے اور ایسے ہی حسن لذاتہ سے اکثر علما کے نزدیک اور یہ حجت پکڑنے میں صحیح کے ساتھ ملحق ہے اگر چہ رتبہ میں کم ہے اور چوں کہ تعدد طرق سے ضعیف حدیث بھی حسن کے مرتبہ کو پہنچتی ہے اس لیے وہ بھی محتج بہ ہے۔

اور یہ جو مشہور ہے کہ ضعیف حدیث فضائل اعمال ہی میں مقبول ہے نہ ان کے سوا اور جگہ میں بھی اس سے اُس کے مفردات مراد ہیں نہ مجموع اس لیے کہ وہ تعدد طرق کے سبب سے حسن میں داخل ہے نہ ضعیف میں اس کے ائمہ نے تصریح کی ہے۔

اور بعض نے کہا ہے کہ اگر باوجود صدق و دیانت کے بعض رواۃ کے سوء حفظ یا اختلاط یا تدلیس کی وجہ سے حدیث میں ضعف ہو تو تعدد طرق سے اُس کا جبر ہو جاتا ہے۔ اور اگر ضعف حدیث اتہام کذب راوی یا شذوذ اور فحش خطا کی وجہ سے ہو تو تعدد طرق کی وجہ سے بھی اُس کا جبر نہیں ہوتا۔ اور حدیث محکوم بہ ضعف اور فضائل اعمال میں معمولی ہوتی ہے۔ اور بعض کا یہ قول کہ ضعیف کا لحوق ضعیف کے ساتھ مفید قوت نہیں ہوتا، شاید کہ اسی صورت پر محمول ہو، ورنہ یہ قول ظاہر الفساد ہے۔

❁ ❁ ❁

چوں کہ مراتب صحیح کے متفاوت ہیں اور بعض صحاح بعض سے اصح ہیں پس جاننا چاہیے کہ جمہور محدثین کے نزدیک مقرر ہے کہ صحیح بخاری تمام کتب مصنفہ پر مقدم ہے یہاں تک کہ کہا کہ اَصَحُّ الْكُتُبِ بَعْدَ كِتَابِ اللّٰهِ صَحِيْحُ الْبُخَارِيِّ اور بعض مغاربہ نے صحیح مسلم کو صحیح بخاری

۱- بعضوں نے کہا ہے کہ ترمذی نے غریب اور حسن کے جمع کرنے سے اختلاف طرق کی طرف اشارہ کیا ہے کہ بعض میں غریب ہے اور بعض میں حسن یا واو بمعنی اَوْ کے ہے۔ یعنی ترمذی کو اس کے غریب یا حسن ہونے میں تردد اور شک ہے۔ اور یہ قول بہت بعید ہے کہ بیان حسن سے معنی اصطلاحی مراد نہیں بلکہ مَا يَمِيْلُ اِلَيْهِ الطَّبْعُ مراد ہے۔ ۱۲

پر ترجیح دی ہے۔ اور جمہور کہتے ہیں کہ یہ ترجیح احادیث کے حسن سیاق اور جودت وضع اور ترتیب کے اعتبار سے ہے اور حدیث میں وضع اور ترتیب اور رعایت دقائق اشارات اور محاسن نکات ذکر اسانید میں صحیح مسلم کی مثل کوئی کتاب نہیں ہے اور یہ مبحث سے خارج ہے، کلام صحت اور قوت میں ہے اور ان کے متعلقات میں اور اس میں کوئی کتاب بخاری کے مساوی نہیں ہے۔ اس لیے کہ جو صفتیں صحت میں معتبر ہیں اُس کے رجال میں بروجہ کمال پائی جاتی ہیں اور بعضے ایک کو دوسری پر ترجیح دینے میں توقف کرتے ہیں اور جمہور کے نزدیک صحیح بخاری کی ترجیح صحیح مسلم پر مشہور ہے۔

مُتَّفَق عَلَیہ

وہ حدیث ہے جس کی تخریج پر بخاری اور مسلم جمع ہوں اور اسی کو اَخْرَجَهُ الشَّيْخَانِ بھی کہتے ہیں اور کہا ہے کہ تمام احادیث متفق علیہ دو ہزار تین سو چھبیس ہیں۔

اور بالجملہ مذہب جمہور محدثین کا یہ ہے کہ سب سے بلند مرتبہ حدیث صحیح متفق علیہ کا ہے۔ پھر اُس کا جس کو تنہا بخاری لائے۔ پھر اُس کا جس کو تنہا مسلم لائے۔ پھر اُس کا جو بخاری اور مسلم کی شرطوں پر ہو۔ پھر اُس کا جو بخاری کی شرط پر ہو۔ پھر اُس کا جو مسلم کی شرط پر ہو۔ پھر بخاری و مسلم کے سوا اور ائمہ کی حدیث جنھوں نے اِلتزام صحت کا کر کے تصحیح کی ہے۔ تمام اقسام اس ترتیب پر سات ہیں۔

اور شرط بخاری اور شرط مسلم سے یہ مراد ہے کہ رجال حدیث کے اُن صفات کے ساتھ متصف ہوں کہ جن کی رعایت بخاری اور مسلم نے کی ہے مثل ضبط اور عدالت اور عدم شذوذ اور نکارت اور علت کے۔

احادیث صحیحہ

بخاری اور مسلم میں منحصر نہیں ہیں نہ اُنھوں نے تمام صحاح کا اِحاطہ کرلیا ہے بلکہ بعض صحاح بھی جو ان کے نزدیک اُن کی شرطوں پر تھے، نہیں لائے ہیں۔

بخاری نے کہا کہ میں اس کتاب میں وہی لایا ہوں جو صحیح ہے اور میں نے بہت سے صحاح کو چھوڑ دیا ہے۔

مسلم نے کہا کہ میں جو حدیثیں اس کتاب میں لایا ہوں صحیح ہیں اور یہ نہیں کہتا ہوں کہ جن کو

میں نے ترک کیا ہے، ضعیف ہیں۔

اور ضرور اس ترک و اِتیان میں کوئی وجہ تخصیص کی ہوگی یا صحت کی حیثیت سے یا دوسرے مقاصد کی وجہ سے۔ اور حاکم ابوعبداللہ نیشاپوری نے ایک کتاب تصنیف کی ہے جس کا نام "مستدرک" ہے یعنی جو احادیث صحاح بخاری اور مسلم نے ترک کی تھیں اُنہیں اس کتاب میں لایا ہے اور اُن کی تلافی اور استدراک کیا ہے بعض احادیث شرطِ شیخین پر، بعض ان میں سے ایک کی شرط پر، بعض اُن کی شرطوں کے سوا لایا ہے اور کہا ہے کہ بخاری اور مسلم نے یہ حکم نہیں کیا ہے کہ جو کچھ ہم نے ان دونوں کتابوں میں تخریج کیا ہے اُس کے سوا اور احادیث صحیحہ ہی نہیں ہیں۔

اور کہا حاکم نے کہ اس زمانہ میں ایک فرقہ مبتدعہ کا پیدا ہوگیا ہے جنھوں نے ائمہ دین پر زبان طعن دراز کی ہے کہ تمام وہ حدیثیں جو تمہارے نزدیک صحیح ہوئی ہیں دس ہزار تک بھی نہیں پہنچتیں۔

بخاری سے منقول ہے کہ انھوں نے کہا کہ مجھے صحاح میں سے ایک لاکھ اور غیر صحاح میں سے دو لاکھ حدیثیں یاد ہیں اور ظاہر ہے صحیح سے بخاری کی وہ مراد ہیں جو اس کی شرط پر ہوں اور مبلغ اُس کا جو اس کتاب میں لایا ہے مع تکرار کے سات ہزار دو سو پچھتر حدیثیں ہیں اور بعد حذف تکرار کے چار ہزار۔

اور دوسرے ائمہ نے بھی صحاح میں تصنیف کی ہے مثل صحیح ابن خزیمہ کے کہ جس کو امام الائمہ کہتے ہیں اور وہ شیخ ابن حبان کا ہے۔ ابن حبان نے اُس کی مدح میں کہا کہ میں نے روے زمین پر صناعت سنن کا خوب جاننے والا اور الفاظ صحیحہ کا یاد رکھنے والا زیادہ ابن خزیمہ سے نہیں دیکھا، سنن اور احادیث سب اُس کی آنکھوں کے سامنے تھیں۔ اور مثل صحیح ابن حبان کے جو خزیمہ کا شاگرد ثقہ ثبت فاضل فہام تھا۔ اور حاکم نے اس کی شان میں کہا ہے کہ وہ علم کا ظرف تھا، فقہ اور لغت اور حدیث اور وعظ میں اور عقلاے رجال سے تھا۔ اور مثل صحیح حاکم ابوعبداللہ نیشاپوری حافظ ثقہ کے جس کا نام "مستدرک" ہے بعضوں نے کہا ہے کہ اس کتاب میں اس سے کچھ تساہل بھی ہوگیا ہے اور کہا ہے کہ ابن خزیمہ اور ابن حبان حاکم سے امکن اور اقوی ہیں اور متون اور اسانید میں بہتر اور الطف ہیں اور مثل مختارہ حافظ ضیاء الدین مقدسی کے وہ بھی ایسی صحاح لائے ہیں کہ جو صحیحین میں نہیں ہیں اور کہا ہے کہ اُس کی کتاب "مستدرک" سے اچھی ہے اور مثل صحیح ابن عوانہ اور ابن السکین اور منتقی ابن جارود کے اور یہ کل کتابیں صحاح کے ساتھ مخصوص ہیں لیکن ایک جماعت نے ان پر تعصباً یا

اِنصافاً انتقاد کیا ہے۔ وَفَوْقَ كُلِّ ذِيْ عِلْمٍ عَلِيْمٌ وَاللهُ اَعْلَمُ۔

کتب ستّہ

جو اسلام میں مشہور اور مقرر ہیں اور جن کو الصِّحَاحُ السِّتُّ کہا جاتا ہے اُن سے صحیح بخاری، صحیح مسلم، جامع ترمذی، سنن ابی داؤد، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ مراد ہیں اور بعضوں کے نزدیک بہ جائے ابن ماجہ کے موطا ہے اور صاحب جامع الاصول نے موطا کو اختیار کیا ہے اور ان کتابوں میں صحاح، حسان، ضعاف سب قسم کی حدیثیں موجود ہیں اور ان کا نام صحاح بہ طریق تغلیب کے رکھا گیا ہے۔ اور اسی وجہ سے صاحب مصابیح نے احادیث غیر شیخین کا نام حسان رکھا ہے اور فی الحقیقت یہ اُس کی نئی اصطلاح ہے۔ بعضوں نے کہا ہے کہ دارمی کی کتاب کو سادس کر لینا مناسب اور سزاوار ہے اس لیے کہ اُس کے رجال ضعف میں کم ہیں اور احادیث منکرہ اور شاذہ کا وجود اس میں نادر ہے اور اُس کی اسنادیں عالیہ ہیں اور اس کے ثلاثیات بخاری کے ثلاثیات سے زیادہ ہیں۔

اور یہ کتب مذکورہ اشہر کتب ہیں اور سوائے ان کے اور بہت سی مشہور کتابیں ہیں اور سیوطی ''جمع الجوامع'' میں بہت سی کتابوں سے حدیثیں لایا ہے کہ وہ کتابیں پچاس سے بھی متجاوز ہیں اور صحاح اور حسان، ضعاف پر شامل اور کہا سیوطی نے کہ میں اس کتاب میں کوئی ایسی حدیث نہیں لایا ہوں جو موسوم بہ وضع ہو اور بہ اتفاق محدثین متروک ہو۔ وَاللهُ اَعْلَمُ۔

قَدْ تَمَّتِ الرِّسَالَةُ بِتَوْفِيْقِهٖ تَعَالٰى يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ بَعْدَ مَا خَلَتْ اِحْدٰى وَ عِشْرُوْنَ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ اَلْف وَ ثَلٰث مِائَةٍ وَ اِثْنَيْنِ وَ عِشْرِيْنَ (۱۳۲۲ھ) مِنَ الْهِجْرَةِ النَّبَوِيَّةِ عَلٰى صَاحِبِهَا اَلْفُ اَلْفِ صَلٰوةٍ وَسَلَامٍ وَ تَحِيَّةٍ۔

تمام شد

❁ ❁ ❁

''دارُالاسلام'' کی شائع کردہ تراثِ علمیہ

اُمت کا علمی وقار بحال کرنے کی ایک تاریخ ساز کوشش......

......اسلاف کے ورثۂ علمیہ کی اشاعتِ نو کا گراں مایہ منصوبہ

عصر حاضر کی فکری کش مکش کے تناظر میں عالم اسلام کی حالتِ زار کا جو نقشہ واشگاف حقیقت بن کر سامنے آتا ہے وہ اربابِ فکر وشعور سے کسی طرح پوشیدہ نہیں- کفر کی بے تمیز یلغار نے ہمہ گیر نظریاتی جنگ چھیڑ کر پوری دُنیا کی فضا کو 'اسلامیت' کے حق میں اس قدر مکدر بنا دیا ہے کہ موجودہ حالات کے پیش نظر ہمیں اس کبیدہ ماحول کو شفاف بنانے کے لیے ہر محاذ پر سالوں سال دولتِ عزم جواں اور خلوص بے پایاں کے ساتھ مسلسل کوشاں رہنا ہوگا- اگر اس دوران کی جانے والی ہماری کوششیں واقع میں باطل کی ٹکر کی ہوئیں تب کہیں جا کر نتائج ہمارے لیے خیر سگالی کی نوید لائیں گے-

حالیہ صورت میں اسلام اور مسلمانوں کی سالمیت کو درپیش چیلنجز میں سب سے بڑا چیلنج 'افتراقِ اُمت' کا ہے- اس پرخطر فتنے کا سراسر ضرر لازمی طور پر سوادِ اعظم 'اہل سنت وجماعت' کو ہوا جسے اسلامی تاریخ کے ہر دور میں 'حق کی جماعت' تسلیم کیا جاتا رہا ہے- چناں چہ باطل کے گماشتے 'خاطر خواہ مفادات' حاصل کرنے کی غرض سے اس حق پرست جماعت کے مقابل ایکا کر کے اس قسم کے گھناؤنے پروپیگنڈے میں اپنی تمام تر توانائیاں صرف کرنے لگے کہ جس کے عوض میں ایک طرف تو محض اس جماعت کی حقانیت وصالحیت 'مشکوک' ٹھہری- دوسرا باطل شکنی جو ہمیشہ سے اس کا طرۂ امتیاز تھا اُسے اس کے لیے وجہِ طعن بنا دیا گیا- بہ ظاہر تو یہ صرف اہل سنت پر حملہ تھا، درحقیقت دینِ اسلام کی رُوح کو تار تار کرنے کی منظم سازش تھی-

اس پر مستزاد اہل سنت کے تنظیمی بحرانات اور جماعتی بدمزگیاں ہیں حتیٰ کہ خود اس جماعت کے بعض علمی حلقوں کی روش یہ بن چکی ہے کہ جب بھی ان کے آپس میں کوئی علمی بحث چل نکلتی ہے تو کہیں قبولِ حق سے انکار ہوتا ہے- کہیں بوگس تحقیق کے نام پر مسلمہ نظریات سے فرار ہو رہا ہے، کہیں اندھے اجتہاد کی آڑ میں صلح کلیت کا پرچار اور کہیں اَغیار دوستی کا شعار- کہیں بے جا فتوؤں کی بھرمار ہے، تو کہیں تجدد پسندی کا غبار اور ہوا پرستی کا بخار- یہی ہے عمومی حالتِ زار......!!! المختصر، حق شناس اور اصلاح کیش رویہ مفقود سے معدوم ہوتا چلا جا رہا ہے- کھٹکنے کی بات اتنی سی ہے کہ قوم (بہ شمول کثیر زعما) کا مزاج علم وتحقیق سے عاری ہو چکا ہے اور دھیرے دھیرے ہر سمت حقیقی اسلامی اَقدار سے ناواقفیت بڑھ رہی ہے-

'دارالاسلام' کے کتاب دوست حلقہ نے بہ اصرار اور مجلس عاملہ نے عمیق غور وخوض کے بعد فیصلہ کیا ہے کہ اگر ملت اسلامیہ کا نظریاتی تشخص قرونِ اُولیٰ کی روایات کے مطابق قائم رکھنا ہے اور اہل سنت وجماعت کو اپنا کھویا ہوا علمی مقام واپس دلانا ہے تو اسلاف کے علمی کارناموں سے نئی دُنیا کو متعارف کرانے کے لیے ان کو از سر نو زندہ کرنا ناگزیر ضرورت ہے- اسی نظریہ ضرورت کی تعبیر کے لیے ادارہ ایک جامع پروگرام کے تحت گاہے گاہے نایاب اور کم یاب تراثِ علمیہ اہل اسلام کے ذوق کی نذر کرتا رہے گا ان شاء اللہ تبارک وتفضل-

کتاب ملتِ بیضا کی پھر شیرازہ بندی ہے　　　یہ شاخِ ہاشمی کرنے کو ہے پھر برگ وبر پیدا

درد مند اور شعور پسند اصحاب جاہ وثروت کو قدم بہ قدم چلنے کی صلائے عام دی جاتی ہے- وباللہ الہدیٰ والتوفیق-